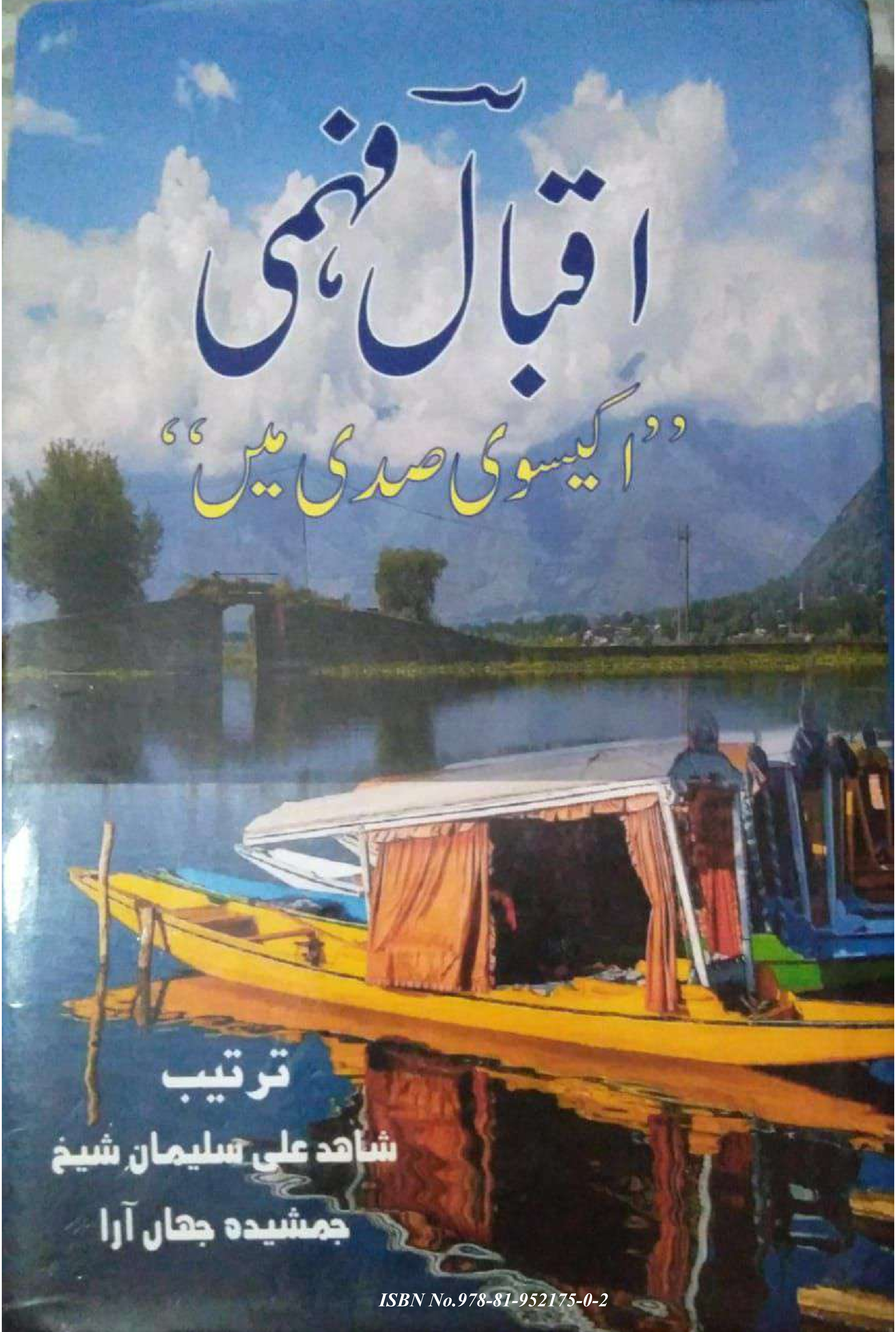

اقبال فہمی

"اکیسوی صدی میں"

ترتیب

شاہد علی سلیمان شیخ

جمشیدہ جہاں آرا

ISBN No.978-81-952175-0-2

جملہ حقوق بحق مرتبین محفوظ ہیں

ISBN : 978-81-952175-0-2

نام کتاب : اقبال فہمی (اکیسوی صدی میں)

مرتبین : شاہد علی سلیمان شیخ / جمشیدہ جہاں آرا

سالِ اشاعت : 2021ء

کمپوزر : انشان حسین خان السلفی

قیمت : 450/=

ناشر : میزان پبلشر زبٹہ مالو بالمقابل فائر سروس سرینگر

Publisher:- **Meezan Publishers**
Opp. Fire & Emergency Services HQRS,
Batamaloo. Srinagar Kashmir, 190009
Tel : (O) 0194-2470851
Fax: 2457215
Cell: 9419002212,

Scanned with OKEN Scanner

فہرست

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ نمبر
1	سر محمد اقبال	ڈاکٹر خواجہ محمد اکرام الدین	7
2	شاید کہ تیرے دل میں اُتر جائے۔۔	ڈاکٹر عباس عالم رضوی	14
3	سخنِ قلب	مرتبین کتاب	25
4	مشاہیر ہند اور علامہ اقبال	ڈاکٹر ساجد علی قادری	31
5	علامہ اقبال کا شعری اسلوب قرآنی۔۔	ڈاکٹر طیب خرادی	39
6	'نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اس میں'	ڈاکٹر سید وصی اللہ بختیاری	46
7	علامہ اقبال ایک مطالعہ	غوثیہ سلطانہ شکاگو امریکہ	62
8	علامہ اقبال کی فکری جہات	ڈاکٹر عتیق احمد قریشی	67
9	اقبال کی شاعری میں کردار سازی	ڈاکٹر محمد شمس الدین	73
10	قرآن حکیم۔ فکریاتِ اقبال۔۔	ڈاکٹر حارث حمزہ لون	84
11	قرآن میں ہو غوطہ زن اے۔۔	ڈاکٹر مسرت حمزہ لون	94
12	کلامِ اقبال میں عظمت ہندوستان	ڈاکٹر صدیقی افروزہ خاتون	105
13	علامہ اقبال اور ادبِ اطفال	ڈاکٹر محمد نثار احمد	115
14	کلامِ اقبال میں قرآنی تلمیحات	ڈاکٹر ایس۔ محمد یاسر	124
15	علامہ اقبال اور تصوف	ڈاکٹر عبدالرحیم مُلا	137
16	علامہ اقبال کا فلسفۂ خودی	ڈاکٹر ایم۔ائی جرمن (محمد اقبال)	143
17	علامہ اقبال کی نظم نگاری	ڈاکٹر فاروق احمد محمد بشیر انصاری	147
18	علامہ اقبال: تفہیم کے مختلف۔۔	ڈاکٹر مزمل سرکھوت	158
19	علامہ اقبال کی نظم ساقی نامہ اور دور۔۔	ڈاکٹر سید تاج الہدیٰ محمد یوسف	164
20	علامہ اقبال کی غزل گوئی	ڈاکٹر گلزار عالم	169

Scanned with OKEN Scanner

21	علامہ اقبال کی نظم نگاری	ڈاکٹر عبدالعلیم عبدالسلیم	181
22	اقبال اور تصور زن	ڈاکٹر محمد ارشد	186
23	علامہ اقبال اور حب رسول	ڈاکٹر سید علیم اللہ حسینی	194
24	اقبال کی نظم رام: ایک تجزیاتی مطالعہ	ڈاکٹر محمد سمیع الدین	200
25	علامہ اقبال کی شاعری میں خودی۔۔	ڈاکٹر امان اللہ	204
26	کلام اقبال میں منظر نگاری	ڈاکٹر رئیسہ نسرین	217
27	علامہ اقبال کا تصور عشق	ڈاکٹر نصرت مینو	222
28	علامہ اقبال کا پیغام نوجوانوں کے نام	ڈاکٹر شاہ جہاں بیگم	229
29	علامہ اقبال کا شعری اسلوب "نظم رام۔۔	ڈاکٹر قسیم اختر	244
30	علامہ اقبال اور تصوف	شیخ محمد سراج الدین	249
31	علامہ اقبال کا سفر جنوبی ہند۔۔	عائشہ صدیقہ	257
32	کلام اقبال میں انسان دوستی۔۔	لیاقت علی	269
33	علامہ اقبال کی غزل گوئی	فریدہ بیگم	282
34	علامہ اقبال کی ابتدائی غزل گوئی	خان عبدالصمد ضلع دار	285
35	اقبال کی نعتیہ شاعری	محمد الیاس کرگلی	289
36	اقبال کی غزل کا ابتدائی دور	شاہد علی سلیمان شیخ	295
37	علامہ اقبال کا فلسفۂ خودی	جی۔ راکعہ نازنین	299
38	فارسی شاعری کی طرف علامہ اقبال۔۔	آسیہ مصطفیٰ	304
39	اقبال کے فلسفۂ خودی کی عصری معنویت	محبہ ونٹموری	316
40	اقبال کی ابتدائی غزل گوئی	مسرت آراء	322
41	اقبال اور عشق کی جمالیات	محمد آصف	329
42	اقبال کا شعری اسلوب عصر حاضر۔۔	ساجد حسین	335
43	علامہ اقبال اور تصور زن	سعدیہ سلیم آگرہ	341

Scanned with OKEN Scanner

44	علامہ اقبالؔ کے کلام میں تصورِ نسواں۔۔	ممتاز واحد	347
45	معین حسن جذبی اور اقبالؔ	جمشیدہ جہاں آرا	356
46	اقبالؔ اور حافظ شیرازی	مزملہ اختر	363

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

”نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اس میں“

کلامِ اقبال میں مسئلۂ تقدیر اور تقدیر کے چند مباحث

ڈاکٹر سید وصی اللہ بختیاری عمری

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو

گورنمنٹ ڈگری کالج، رائے چوٹی. آندھرا پردیش

شاعرِ مشرق، حکیم الامت علامہ اقبالؔ ایک شاعر، فلسفی، مفکر اور دانشور بھی تھے۔ آپ کی شخصیت جامع الکمالات تھی، جس کی متنوع جہات تھیں۔ انہوں نے اپنی خوابیدہ قوم کو جگانے اور خواب غفلت کا شکار امت کو بیدار کرنے کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔

علامہ اقبالؔ نے مختلف موضوعات کو معرض بحث بنایا، اپنے افکار و نظریات اور فلسفہ و خیالات کے ذریعہ اپنے فکری نظام کو تشکیل دینے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں انہوں نے فکر اسلامی کے مصادر، قرآنِ حکیم اور حدیثِ شریف سے اپنے گہرے شغف اور اپنے والہانہ تعلق کی بنیاد پر اپنی فکر کی تشکیل اسلامی بنیادوں پر کی اور کلامی مسائل کو مدلل پیش کیا۔ انہوں نے خودی کے فلسفہ کو پیش کیا۔ اس کی تعبیرات و تشریحات کے علاوہ اپنے فکری نظام کی پیشکش کے لیے مخصوص علائم کا استعمال کیا۔ اسرارِ خودی اور رموزِ بیخودی کو انہوں نے ایک تصوراتی نظام کے بجائے عملی تناظر میں پیش کیا۔ انہوں نے اپنی مخصوص لفظیات، قرآنی تراکیب اور اسلامی تلمیحات کے ذریعے اپنے فکری نظام کو خلق کیا ہے۔

علامہ اقبالؔ کے کلام میں اسلامی موضوعات میں سے ایک اہم موضوع اور بنیادی عقیدہ "تقدیر" کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ انہوں نے اپنے کلام میں مختلف مقامات پر مسئلہ جبر و قدر اور تقدیر کے موضوع پر بہت اہمیت کے ساتھ اپنی توجہ مبذول کی ہے۔ اقبالؔ کے ہاں تقدیر کے موضوع پر اظہار خیال کیا گیا ہے، ان کے ہاں اس لفظ سے ترکیب پانے والے اشعار لا تعداد ہیں۔

Scanned with OKEN Scanner

اقبالؔ نے تقدیر کو ایک نظری مبحث اور فکری موضوع کی طرح اٹھایا ہے۔ وہ اس کے ذریعے حرکت وعمل کا پیغام دینا چاہتے ہیں کہ تقدیر کو پوشیدہ صرف اسی لیے رکھا گیا ہے تاکہ کسی کو تدبیر اختیار کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور تدبیر اختیار کرنے سے گریز نہ کیا جاسکے۔ تقدیر کا بہانہ کسی کو حرکت وعمل اور جدوجہد سے بے نیاز نہ کر سکے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ قرآنِ مجید نے عمل کو اہمیت دی ہے کہ ''وان لیس للانسانِ الاّ ما سعیٰ''۔ احادیثِ مبارکہ میں بھی حکمتِ عملی، فکر وتدبر اور حسنِ تدبیر اختیار کرنے کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ ''اِعقلھا وتوکل علی اللہ''۔ اونٹ کو باندھو، پھر اللہ پر بھروسہ کرو۔ شتر بے مہار کو چھوڑ دینے کے بعد یہ خیال کرنا کہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا اور اونٹ محفوظ و مامون رہے گا، یہ اسلامی تعلیمات اور فطرت کے بھی عین خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ نامعقول بھی ہے۔

علامہ اقبالؔ نے اپنے کلام میں بارہا تقدیر اور تدبیر دونوں کا ذکر کیا ہے۔ محض تقدیر پر بھروسہ کرکے تدبیر اختیار نہ کرنا، علامہ اقبال کی نظر میں نہ صرف غیر اسلامی ہے بلکہ عقل وشعور کے بھی خلاف ہے۔ انہوں نے حرکت وعمل کا پیغام دیا کیوں کہ وہ اسلامی شان وشوکت اور عظمت و رفعت کی بازیافت کے لیے وہ ماضی کی شاندار روایتوں کا احیاء کرنا چاہتے ہیں، تاکہ خیر القرون کے دور کی خصوصیات کا دوبارہ اعادہ ہوسکے اور گردشِ ایام پیچھے کی طرف لوٹ سکے۔

عظیم عبقری فلسفی علامہ اقبالؔ کو بخوبی اندازہ تھا کہ جو قوم میں زوال آمادہ ہوجاتی ہے، اسے الٰہیات کی تاویلات، قیل وقال، قال اَقول، منطقی مباحثوں اور ماضی کی لن ترانیوں میں الجھ کر رہنے اور شکایات کے انبار لگانے سے فرصت نہیں ملتی۔ ایسے حالات میں فکری رویہ یہ ہوجاتا ہے کہ کسی کو موردِ الزام ٹھہرایا جائے اور احساس ذمہ داری سے راہ فرار اختیار کیا جائے۔ ایسے حالات میں افراد کا بھی یہی رویہ رہتا ہے کہ اپنے آپ مبرا ثابت کرنے کے لیے کسی کو حالات کا باعث وموجب بتائیں اور حالات کی ذمہ داری قبول کرنے بجائے کسی کو موردالزام ٹھہرائیں۔ ان

Scanned with OKEN Scanner

حالات میں عالم اسلام کے حالات وکوائف پر گہری نظر رکھنے اور حالات کا گہرا شعور رکھنے کی وجہ سے علامہ اقبالؔ بخوبی واقف تھے کہ قوم میں ایسے عناصر بھی موجود ہیں جن کو اپنی تقدیر کا شکوہ ہے۔ وہ اپنے تمام اُحوال وکوائف کا ذمہ دار اپنے مقدر کو ٹھہراتے ہیں۔

عمل سے جی چرانا، کسی اقدام سے مفر اختیار کرنا اور کسی بھی قسم کی منصوبہ بندی سے گریز کرنا، ایک ایسا رویہ اور طرزِ فکر وعمل ہے، جس پر علامہ اقبالؔ نے نکیر کی ہے۔ لہٰذا انہوں نے تقدیر کے موضوع پر بڑی شدومد کے ساتھ اظہار خیال کیا۔ ان کے خیال میں تقدیر پوشیدہ ہے، اسی لیے مقدر ہے، کیوں کہ تقدیر کے معنی ہیں پوشیدہ، مستتر اور چھپے ہوئے کے ہیں۔ تقدیر کو پوشیدہ اسی لیے رکھا گیا ہے تا کہ تدبیر اور عمل کو اختیار کیا جائے اور حرکت وعمل، کوشش وجستجو اور سعیٔ پیہم سے اپنی تقدیر خود سنواری جا سکے۔

علامہ اقبالؔ نے ملت کے قافلہ کی جس طرح حدی خوانی کی ہے، اس سے ان کے ہاں حرکت وعمل اور جدو جہد اور انقلاب کی دعوت ملتی ہے، انہوں نے اس پیغام کو جس شدت کے ساتھ اور جس شدومد کے ساتھ پورے جوش وخروش کے ساتھ پیش کیا، اس کی مثال نہیں ملتی۔ یقیناً کلامِ اقبالؔ میں تقدیر ایک مستقل موضوع ہے اور انہوں نے اس پر بہت تفصیل سے اظہارِ خیال کیا ہے۔

اسلامی عقائد میں ایک اہم ترین باب تقدیر کا ہے۔ ہر مسلمان کو تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ انسان دنیا میں کیا کرے گا اور کیا نہیں کرے گا۔ یہ تمام باتیں ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہیں اور اسی کے مطابق دنیا میں اعمال وافعال کا صدور ہوتا ہے۔ ایمانیات کا ایک اہم جزو یہ ہے کہ ''ایمان بالقدر خیرہٖ وشرہٖ من اللہ تعالیٰ'' ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کا فیصلہ صادر ہو جائے کہ جن کے معاملے میں ہماری تدابیر اثر انداز نہیں ہو سکتی تو اس وقت صبر کرنا ہی تدبیر ہے۔

ذرّہ ذرّہ دہر کا زندانیٔ تقدیر ہے

پردۂ مجبوری و بے چارگی تدبیر ہے

اور جب تقدیر کے یہ مسائل حل نہیں کئے جا سکتے لیکن ان پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔
علامہ اقبالؔ فرماتے ہیں کہ منطق اور تقدیر میں کوئی توافق نہیں ہے۔ ہر نتیجہ منطقی ہو، ایسا ضروری بھی نہیں۔

شاید کوئی منطق ہو نہاں اس کے عمل میں
تقدیر نہیں تابعِ منطق نظر آتی

علامہ اقبالؔ کے زمانے میں بھی ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو جبر یہ رجحانات کا حامل تھا۔ اس دور میں یہ مسئلہ بہت زور و شور سے بڑی شد و مد کے ساتھ بیان کیا جا رہا تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہماری تقدیر لکھ دی ہے اور یہ بات بالکل صحیح ہے کہ تقدیر میں جو کچھ لکھا گیا ہے' وہ ہو کر رہنے والا ہے۔ اس لیے ہماری محنتوں اور کوششوں سے جب کوئی فائدہ نہیں تو پھر ہم کیوں نہ راضی برضا ہو جائیں۔

علامہ اقبالؔ کا ایک بڑا کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے اس غلط تصور کو دور کیا کہ تقدیر کا بہانہ کر کے منصوبہ بندی اور حسنِ تدبیر سے مجبوری اور حرکت و عمل سے دوری اختیار کرنا خلافِ شرع اور خلافِ فطرت ہے۔ انہوں نے قوم کو سکھایا کہ تدبیر اور دعاء تقدیر کو بدل سکتی ہے۔

تقدیر کے بارے میں جو غلط تصورات' اذہان میں قائم تھے، ان کو دور کرنے کا سہرا علامہ اقبالؔ کے سر ہے۔ جب اقبالؔ کے کلام کا بغور مطالعہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تقدیر کے موضوع پر اظہارِ خیال کیا ہے اور اس سلسلے میں تصریحات پیش کی ہیں۔ اس معاملہ میں اقبالؔ کا پیغام یہ ہے کہ تقدیر کا بہانہ بنا کر تدبیر سے ہرگز گریز نہ کیا جائے تا کہ تقدیر اور تدبیر میں کلی طور پر مطابقت اور ہم آہنگی پیدا ہو۔

عمل کو اقبالؔ کے ہاں کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ عمل ہی سے زندگی جنت یا جہنم بنتی ہے۔ قرآنِ کریم بھی مکافاتِ عمل اور مجازاتِ عمل ہی کو اہمیت دیتا ہے۔ وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ

Scanned with OKEN Scanner

اِلَّا مَا سَعٰی۔

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ تقدیر سے کوئی آگاہ نہیں ہے۔ اس لیے تقدیر کا بہانہ بنانا بالکل غلط ہے۔ اس سے بڑی نادانی اور حماقت بھی کی ہوگی کہ محض تقدیر اور قسمت کے خراب ہونے کو بہانہ بنا کر عمل اور تدبیر سے روگردانی اختیار کر لی جائے۔

مری شاکِ امل کا ہے ثمر کیا ؟
تری تقدیر کی مجھ کو خبر کیا؟
کلی گل کی ہے محتاجِ کشود آج
نسیمِ صبح فردا پر نظر کیا؟

حضرت اقبال نے عمل کو مقدم رکھا ہے، اللہ نے نہ کسی کو جنتی بنایا ہے اور نہ جہنمی۔ انسان کا عمل جیسا ہوتا ہے، فیصلہ ویسا ہی کرے گا:

عمل سے زندگی بنتی ہے، جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں، نہ نوری ہے نہ ناری

اقبال مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ وہ اس قدر اسلام پر عمل پیرا ہو جائیں کہ وہ اپنی خودی کو اللہ کے منشاء کے مطابق ڈھال لیں اور مردِ مومن کی رضامندی ہی اللہ کی رضامندی ہو اور تدبیر سے اپنے آپ کو ایسا بنائے کہ تقدیر اس کے موافق ہو۔

ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے؟
خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے؟
عبث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں
تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے؟

اقبال کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنی خودی کی تربیت کریں، اسلام پر کامل طور پر عمل کریں تو خدا ہم سے خود پوچھے گا کہ بتاؤ تمہاری تقدیر کیا ہو؟

Scanned with OKEN Scanner

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

علامہ اقبالؔ کہتے ہیں کہ تدابیر اختیار کرو اگر ان میں ناکام ہو جاؤ تو دوسری تدبیریں استعمال کرو۔ بہر حال تقدیر کا بہانہ نہیں بنانا چاہیے۔

تو اگر تقدیر نو نخواہی رواست
زانکہ تقدیراتِ حق لا انتہاء است

علامہ اقبالؔ ہیں جاوید نامہ میں تقدیر کی اس بحث کو بہت اجاگر کیا ہے۔ مثال کے طور پر جاوید نامہ کے دو شعر پیش ہیں۔

ارضیاں نقدِ خودی در باختند
نکتۂ تقدیر را نہ شناختند
رمزِ باریکش بحرفی مضمر است
تو اگر دیگر شوی او دیگر است

اگر انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کی کامل اطاعت کرے اور ہر طرح اس کی فرمانبرداری کرے تو اس سے خوش ہوتے ہیں۔ اور جب ہم اللہ کے ہو جائیں تو اللہ ہمارا ہو جائے گا۔ من کان للہ، کان اللہ لہٗ۔ اقبالؔ کہتے ہیں جب بندہ اللہ کی مرضی کو مقدم جان کر اپنی مرضی کو اس کا تابع کر دیتا ہے تو اللہ خوش ہو کر اپنی مرضی اس کی مرضی کے مطابق کر دیتا ہے۔

در رضایش مرضی ٔ حق گم شود
این سخن کہ باور مردم شود

اور جب بندۂ مومن اپنی خودی کو مومن بنالیتا ہے تو اس کی مرضی خدا کی رضامندی ہوتی ہے۔ اور دونوں میں مطابقتِ تامہ ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو خود بندۂ مومن کی رضا عزیز ہوتی ہے۔ یہ دو شعر دیکھیے:

Scanned with OKEN Scanner

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اور اس مردِ مومن کی نگاہ' تقدیر کو بھی بدل دیتی ہے:

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اقبالؒ ہمیں اسلاف کو نمونہ بنانے کی تلقین کرتے ہیں، ہمارے اسلاف' تدبیر پر ایمان رکھتے ہوئے تقدیر اختیار کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی خودی کو مسلمان بنالیا تھا۔ وہ لوگ تقدیر کا بہانہ نہیں بناتے تھے۔ ان کی تائید اللہ تعالیٰ کرتا تھا اور اسی وجہ سے وہ لوگ جدھر گئے، کامران اور بامراد واپس ہوئے۔

تن بہ تقدیر ہے آج ان کے عمل کا انداز
تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر

اقبالؒ فرماتے ہیں کہ قوم کی تقدیر ان کے افراد کے ہاتھوں میں ہوتی ہے اور اگر یہ لوگ چاہیں تو اسے بنا بھی سکتے ہیں اور بگاڑ بھی سکتے ہیں:

افراد کے ہاتھوں میں اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ
محروم رہا دولتِ دریا سے وہ غواص
کرتا نہیں جو صحبتِ ساحل سے کنارہ

جو تقدیر کا بہانہ بنا رہے تھے، علامہ اقبال نے ان سے کہا کہ تقدیر کا کسی کو علم نہیں ہے، اس لیے اخلاص کے ساتھ عمل کا آغاز کر دینا چاہیے۔ اور اس مومنانہ فراست کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے کہ جس سے تقدیر ہی کو بدل سکنے کی طاقت پیدا ہو۔

تقدیر امم کیا ہے، کوئی کہہ نہیں سکتا

مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

اخلاصِ عمل مانگ نیا گانِ کہن سے
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

اقبالؔ اپنی ایک نظم احکامِ الٰہی میں مسئلہ تقدیر کو واضح کرتے ہیں کہ تقدیر کی پابندی کا مطلب بغیر تدبیر کیے تقدیر پر راضی بہ رضا ہونا نہیں ہے بلکہ احکام الٰہی پر عمل کرنا اور دعاء و تدبیر کت ذریعہ تقدیر کو اپنے لیے سازگار بنانا ہے۔اور مومن کو ہر حال میں احکامِ الٰہی کا پابند ہوتا ہے۔

پابندیٔ تقدیر کہ پابندیٔ احکام
یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مرد خردمند
اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر
ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش ، ابھی خورسند
تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

اس کے علاوہ ''تقدیر'' کے نام سے ضربِ کلیم میں یہ ایک نظم موجود ہے۔

نااہل کو حاصل ہے کبھی قوت و جبروت
ہے خوار زمانے میں کبھی جوہر ذاتی
شاید کوئی منطق ہو نہاں اس کے عمل میں
تقدیر نہیں تابعِ منطق نظر آتی !!
ہاں ایک حقیقت ہے کہ معلوم ہے سب کو
تاریخِ امم جس کو نہیں ہم سے چھپاتی
ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی

Scanned with OKEN Scanner

براں صفت تیغ دو پیکر نظر اس کی

اس نظم میں علامہ اقبال نے یہ بیان کیا ہے کہ نا اہل کو بھی نوازا جاتا ہے۔اور جو اہل ہیں،اور جوہرِ ذاتی کے اوصاف کے حامل ہیں،ان سے بے اعتنائی برتی جاتی ہے۔تقدیر کے مطابق اعمال ہورہے ہیں۔اس کی نہاں منطق ہے۔سمجھ میں تو نہیں آتی،لیکن اس میں کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ ضرور ہے۔اقبال تقدیر پر نظر رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں اور تقدیر بدلنے کی تلقین کرتے ہیں۔اقبال مسلمانوں کی حالت زار پر گریہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسلمان تقدیر کا بہانہ کرکے سوگیا ہے۔جس کا کام جاگنا تھا،وہ خود خوابیدہ وخفتہ ہے۔ع

تقدیر کو روتا ہے مسلماں تہ محراب

علامہ اقبال وحدتِ ادیان کے قائل نہیں۔وہ اپنے اشعار میں مومن اور کافر کے درمیان فرق کو واضح کرتے،مندرجۂ ذیل اشعار میں نظریہ تقدیر جو اسلامی ہے اور غیر اسلامی ہے اسے پیش کیا ہے۔اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ تدبیر اہم ہوتی ہے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
کافر ہے تو تابعِ تقدیر مسلماں
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیرِ الٰہی

مومن بذاتِ خود تقدیرِ الٰہی ہے۔لہٰذا تقدیر کا بہانہ نہیں بنانا چاہیے۔جدوجہد اور حرکت وعمل پر کمربستہ ہوجانا چاہیے۔اگر تدبیر نہ کرے گا تو حالات کا خود ذمہ دار ہوگا۔

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا،خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ تمام وسائل اور ذرائع موجود ہیں مگر تدبیر سے دوری اس قدر ہے کہ ان وسائل کو استعمال کرنا نہیں چاہتے۔اگر ان اسباب کو اختیار کریں گے تو پھر تقدیر کا بہانہ

Scanned with OKEN Scanner

کیسے بنا سکیں گے۔

ہوائیں ان کی، فضائیں ان کی، سمندر ان کے، جہاز ان کے
گرہ بھنور کی کھلے تو کیوں کر، بھنور ہے تقدیر کا بہانہ!

اقبال کہتے ہیں کہ اگر اپنی نگاہ کو مومن بنالیا جائے تو تقدیر کی گہرائیاں نظر آئیں گی:

نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اس میں
نہ پوچھ اے ہمنشیں مجھ سے وہ چشم سرمہ سا کیا ہے

علامہ اقبال نوجوانانِ امت کو مردِ مومن کی مثالی شخصیت پیش کر کے اس کی طرح عمل کرنے کا مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے جنوں سے تقدیر کے پردہ کو چاک کو سی دیتا ہے۔

ایسا جنوں بھی دیکھا ہے میں نے
جس نے سیئے ہیں تقدیر کے چاک

اقبال کی بصیرت دیکھیے کہ فرماتے ہیں ''افراد کا یقین ہی وہ شئے ہے جس سے ملت کی تعمیر ہوتی ہے اور اسی قوت سے تقدیر بنتی ہے۔

یقین افراد کا سرمایۂ تعمیرِ ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ ملت ہے

خود کو تقدیر کا زندانی سمجھنا' اقبال کی نظر میں نادانی ہے۔ نادان خود کو تقدیر کے دام میں گرفتار سمجھتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں تقدیر شکن قوت موجود ہے۔

تقدیر شکن قوت باقی ہے ابھی اس میں
ناداں جسے کہتے ہیں تقدیر کا زندانی

اقبال کا خیال ہے اگر چشم دل وا ہو تو تقدیر بے حجاب ہو جاتی ہے۔

کہہ رہا ہے مجھ سے اے جویائے اسرارِ حیات
چشمِ دل وا ہو تو تقدیرِ عالم بے حجاب

Scanned with OKEN Scanner

اس طرح علامہ اقبالؔ تقدیر کے اسرار و رموز کو بے حجاب کر کے تدبیر اختیار کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اور انہیں یہ یقین بھی ہے کہ مسلمانوں نے ان کے پیغام کو سن لیا ہے۔ اور ضرور بہ ضرور تدبیر اختیار کریں گے اور تقدیر کا بہانہ نہیں بنایا جائے گا۔

توڑ ڈالے گی یہی خاکِ طلسمِ شب و روز
گرچہ کچھ الجھی ہوئی تقدیر کے پیچاک میں ہے

علامہ اقبالؔ اپنی بصیرت سے گہرائیوں اور پنہائیوں میں ڈوب کر تقدیر کو تدبیر پر موقوف قرار دیتے ہیں:

نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اس میں
نہ پوچھ اے ہمنشیں مجھ سے وہ چشم سرمہ سا کیا ہے
ذرا تقدیر کی گہرائیوں میں ڈوب جا تو بھی
کہ اس جنگاہ سے میں بن کے تیغِ بے نیام آیا
تقدیر شکن قوت باقی ہے ابھی اس میں
نادان جسے کہتے ہیں تقدیر کا زندانی

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے تفکر میں انجم اور ستارے بنتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر محمد ریاض" پیغام اقبال بے شک عالمگیر ہے، مگر مسلمان معاشرہ اور ملت کا اس میں ایک خاص مقام ہے۔ حکیم الامت کی بصیرت، امت مسلمہ کے لئے مینارۂ نور ہے، اس لیے تقدیر امت کے ضمن میں ان کے ارشادات قابلِ غور ہیں۔

بنتے ہیں مری کار گہہِ فکر میں انجم
لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان

علامہ فرماتے ہیں کہ اگر یقین پختہ ہو، خودی مسلماں ہو تو یہی چیزیں تقدیر ساز ہیں۔

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں

Scanned with OKEN Scanner

جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
کوئی کر سکتا ہے اندازہ اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اور یقین ہی ملت کی تعمیر میں سرمایہ کا کام دے سکتا ہے، جو کہ تقدیر کا صورت گر ہے۔

یقین افراد کا سرمائی تعمیر ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گر تقدیر ملت ہے

علامہ اقبالؔ کی تشخیص کے مطابق تقدیر امم کے تین عناصر ہیں۔

دفعتاً جس سے بدل جاتی ہے تقدیرِ امم
ہے وہ قوت کہ حریف اس کی نہیں عقلِ حکیم
ہر زمانے میں دگرگوں ہے طبیعت اس کی
کبھی شمشیرِ محمدؐ ہے کبھی چوبِ کلیمؑ

ضربِ کلیم میں نظم ''آج اور کل'' میں علامہ اقبالؔ تقدیر ساز اور تقدیر شکن اقوام کا طرزِ عمل یوں بیان کرتے ہیں:

وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے
جو قوم نہیں لائقِ ہنگامۂ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے

زندہ قومیں تقدیر کا بہانہ بنا کر تدبیر سے جی نہیں چراتیں، بلکہ جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم ان کا شیوہ ہوتا ہے اور یہ اقوام اپنے عمل سے تقدیروں کو بھی بدل کر رکھ دیتی ہیں۔

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں

Scanned with OKEN Scanner

قوموں کی تقدیر کو بدلنے والی چیز یہ ہے کہ جدتِ عمل اور جدتِ کردار پیدا ہو جائے۔ جوشِ کردار سے شمشیرِ سکندر کا طلوع ہو۔ ندرتِ فکر وعمل اور تدبیر سے جب کام لیا جاتا ہے ،تو یہی تقدیر کی تبدیلی ہے۔ نپولین کے مزار پر اقبالؔ کہتے ہیں:

راز ہے، راز ہے، تقدیر جہانِ تک و تاز
جوشِ کردار سے کھل جاتے ہیں تقدیر کے راز
جوشِ کرادر سے شمشیرِ سکندر کا طلوع!!
کوہِ الوند ہوا جس کی حرارت سے گداز
جوشِ کردار سے تیمور کا سیلِ ہمہ گیر
سیل کے سامنے کیا شئے ہے نشیب اور فراز

نپولین کے بعد نظم ''مسولینی'' سے یہ شعر ملاحظہ فرمائیں:

ندرتِ فکر و عمل کیا شئے ہے، ذوقِ انقلاب
ندرتِ فکر و عمل کیا شئے ہے ،ملت کا شباب
ندرتِ فکر و عمل سے معجزات ِ زندگی !!
ندرت ِ فکر و عمل سے سنگ ِخارا، لعلِ ناب

اور یہی وہ اسرار ہیں جو جوشِ عمل سے کھل جاتے ہیں کہ تقدیر کیا ہے، تقدیر کیسے بدل سکتی ہے۔''
مکالمہ مرید ہندی و پیر رومی'' میں تقدیر امم پر بہت سے خیالات کا اظہار کیا ہے اور بہت بصیرت افروز جائزہ لیا ہے۔ علامہ نے اپنے شہرۂ آفاق ''جاوید نامہ'' میں تقدیر کے بارے میں 'زندہ رود 'حضرت جلال الدین رومؔی سے ''افتادن تجلی جلال'' کہلواتے ہیں:

یورشِ ایں مردِ ناداں در پذیر
پردہ را از چہرۂ تقدیر گیر
انقلابِ روس و آلمان دیدہ ام

شور در جان مسلمان دیدہ ام
دیدہ ام تدبیر ہائے غرب و شرق
وا نما تقدیر ہائے غرب و شرق

اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''۔۔۔دانائے راز نے جاوید نامہ میں اس کتاب کے دوسرے فلک سے شاعر کا نام زندہ رود یا درکھنا چاہیے۔تقدیر امم پر بھرپور بحث کی ہے۔ندائے جمال نے انہیں امت مسلمہ کے بارے میں بتایا کہ مسلمانوں کے ضعف و انحطاط کا بڑا سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے دین کے اساس اول کے تقاضے سے منہ موڑ رکھا ہے۔علامہ نے جو حرکت و عمل کا تصور ہمیں دیا ہے اور عمل پر ابھار کر سستی و کاہلی سے دور ہونے کا پیغام ہمیں دیا ہے، وہ علامہ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔جمود و تعطل کے دور میں عمل کا پیغام دینا صرف اقبال ہی کے بس کی بات تھی۔اگر تقدیر کو بدلنے کا ارداہ نہ ہو تو تقدیر بدلے گی بھی نہیں۔''

علامہ اقبالؔ کے خیال میں قرآنِ مجید میں قوموں کے عروج و زوال اور تقدیرِ امم کو اسرار و رموز اور معارف و حِکم موجود ہیں۔کہتے ہیں:

جو سرمۂ رازی زا از دیدہ فرو شستم
تقدیر امم دیدم ، پنہاں بہ کتاب اندر

اقبالؔ نے 'مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق' میں امتوں اور قوموں کی تقدیر کو بیان کیا ہے اور عروج و زوال کے نتائج کو تدبیر کرنے اور نہ کرنے پر موقوف بتایا ہے۔بقول شخصے:

''۔۔۔مثنوی پس چہ باید کرد، تقدیر امم کا آئینہ خانہ کہی جا سکتی ہے۔'' اقبالؔ کہتے ہیں کہ اگر کوئی

خودی سے واقف ہو جائے اور وہ اپنی خودی کو مسلمان بنالے تو خود بخود تقدیر کے اسرار کھل جائیں گے اور جو لوگ تدبیر اختیار نہیں کرتے بلکہ تقدیر کا بہانہ کرتے ہیں، وہ اپنی خودی سے ناواقف ہیں۔

علامہ اقبالؔ فرماتے ہیں کہ مومن پابند تقدیر نہیں ہوتا بلکہ احکامِ الٰہی کا پابند ہوتا ہے۔ مومن خود تقدیر بنانے والا، تقدیر ساز اور خلّاقِ تقدیر ہوتا ہے:

عزم او خلاقِ تقدیرِ حق است
روزِ ہیجا تیر او تیرِ حق است

علامہ اقبالؔ پیامِ مشرق میں فرماتے ہیں:

بپای خود مزن زنجیر تقدیر
تہ ایں گنبد گرداں رہی ہست
اگر باور نداری خیزد دریاب
کہ چون پاواکنی جولا نگہی ہست

علامہ اقبالؔ نے جس بات پر بہت زور دیا ہے وہ 'خودی' ہے۔ ان کے خیال میں خودی کا عرفان اور خودی کو پہچان لینا انسان کے لیے ایک بڑی دولت ہے اور جو شخص خودی سے واقف اور خود آگاہ ہوگا، وہ ضرور تدبیر اختیار کرے گا۔ اور اگر وہ تدبیر اختیار نہ کر رہا ہو، تقدیر کو رو رہا ہو تو وہ یقیناً خودی سے ناواقف ہے بلکہ وہ اپنی خودی سے انصاف نہیں کرنے والا ہے۔

اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

اقبالؔ کے سوزِ دروں اور تقدیر کے مسئلہ میں ملت کے رویہ پر ان کے کرب کا اظہار اس شعر سے ہوتا ہے:

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا، خدا فریبی کہ خود فریبی

بنا کے تقدیر کا بہانہ
عمل سے فارغ ہوا مسلماں،

الحاصل، علامہ اقبال نے اپنی ساری توجہ اس امر پر مرکوز کی ہے کہ امت مسلمہ تقدیر کے غلط مفہوم کو ترک کردے اور تدبیر اختیار کرے۔ علامہ کے کلام میں جا بجا اس کو بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے اس موضوع کو بڑی خصوصیت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ تدبیر کیا ہوگی؟۔ تدبیر یہی ہوگی کہ احکام الٰہی پر پوری طرح عمل کیا جائے اور اسی کی رضا طلب کی جائے۔ عدم تدبیر، تقدیر کے غلط تصور اور ناقص فہم کی وجہ سے ہے۔

پابند ئ تقدیر کہ پابندئ احکام
یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مردِ خردمند
اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر
ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش، ابھی خرسند
تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکام ِالٰہی کا ہے پابند !!

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

اقبالؔ ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ غالبؔ کے سوا اردو شاعری میں کوئی دوسری مثال ایسی نہیں ہے جسے اقبالؔ کے روبرو رکھا جائے۔ اقبالؔ عظیم فلسفہ کے شاعر تھے۔ برگساںؔ نے بھی اقبالؔ کی شاعری کو سراہا۔ دنیائے شعروادب میں کچھ ایسی جداگانہ شخصیتیں ہیں چاہے وہ مشرق ہو یا مغرب، ہر دور میں چند ایسے شعراء گزرے ہیں جنہوں نے اردو ادب کو بلند ترین مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے۔ ایران میں سعدیؔ وادے جرمنی میں گوئٹے اور ہندوستان میں ٹیگور اور اقبالؔ وہ بلند پایہ مصلحین اور عبقری شخصیات تھے، جنہوں نے اپنا پیغام شعر کے ذریعہ دیا۔ مذکورہ خیالات کا تذکرہ ملکی اور غیر ملکی مقالہ نگاروں نے اپنے مقالوں میں پیش کیے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے بے انتہا خوشی ہوئی کہ آن لائن بین الاقوامی سیمینار بے حد کامیاب رہا۔ صدر شعبہ اردو پروفیسر شاہد علی سلیمان شیخ اور جمشیدہ جہاں آرا نے خوب محنت کی جس کے نتیجہ میں ملکی اور غیر ملکی مقالہ نگاروں نے شرکت کرتے ہوئے اپنے گراں قدر مقالے پیش کیے۔ یہ آن لائن بین الاقوامی سیمینار اپنے آپ میں اور ادبی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ کتاب اقبالؔ کو سمجھنے کے لئے ایک اہم ذریعہ ہی نہیں بلکہ طلباء وطالبات کے لئے تحقیقی نسخہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

ڈاکٹر محمد خلیل احمد

پرنسپل معین الدین حارث کالج ممبئی

₹ 450/-

ISBN : 978-81-952175-0-2

9 788195 217502

Meezan Publishers & Distributors

Opp. Fire & Emergency Services HQRS Batamaloo

Srinagar, Kashmir-190009

Ph/Fax: 0194-2457215 | Cell: 9419002212 | 84940022112 | 7006773403

Email: meezanpublishers@gmail.com | rediffmail.com

ISBN No.978-81-952175-0-2